Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Role of the Tafsiri Questions of the Sahabah in the Development of Juristic Evolution

صحابہ کرامؓ کے تفسیری استفسارات کا فقہی ارتقاء میں کردار

Dr. Muhammad Riaz Mahmood
Associate Professor, Department of Islamic Thought, History and Culture,
Allama Iqbal Open University, Islamabad.
riaz.mahmood@aiou.edu.pk

ABSTRACT

This research article explores the pivotal role of the Companions of the Holy Prophet ﷺ interpretive inquiries in the evolutionary development of Islamic jurisprudence. While much scholarship has focused on the Qur'anic Tafsīr of the Ṣaḥābah and their independent legal reasoning, the specific impact of their questions regarding scriptural meanings on jurisprudential growth remains underexamined. The present study argues that the queries posed by the Companions to the Holy Prophet (R.A) acted as catalysts for legal theorization, clarification of ambiguous rulings, and expansion of juristic principles. These inquiries ranged from matters of worship, transactions, family law, penal law and state policy. These interpretive inquiries preserved the dynamic spirit of legal reasoning, preventing juristic stagnation. The article follows a structured thematic progression, beginning with conceptual foundations, then analyzing exemplary cases, and concluding with the legacy of these inquiries in the post-Sahabah schools of law. Key findings reveal that the Sahabah's questions did not merely seek information but actively shaped the parameters of ḥalāl and ḥarām, influencing the juristic methodologies of Imams Abū Ḥanīfah, Mālik, al-Shāfiʿī, and Aḥmad ibn Ḥanbal.

Keywords: Fiqh ,Interpretive inquiries ,Islamic jurisprudence, Legal Evolution, Sahabah, Tafsir.

1۔ موضوع تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر

شریعت اسلامیہ کی تدوین وارتقامیں صحابہ کرامؓ کا مقام و مرتبہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ یہ وہ خوش قسمت جماعت تھی جس نے براہ راست وحی کے نزول کا مشاہدہ کیا اور نبی اکرم ﷺ کی عملی زندگی میں شریک رہی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید کی تفہیم کے لیے رسول اللہ ﷺ سے جو سوالات پوچھے وہ نہ صرف مسلمانوں میں علمی ارتقا کی بنیاد بنے بلکہ بہت سے فقہی احکام کی تشکیل کا باعث بھی ہوئے۔ تاہم، جہاں اکثر تحقیق صحابہ کرامؓ کی تفسیری آراء اور فقہی اقوال پر مرکوز رہی ہے، وہاں ایک اہم پہلو نسبتاً غیر نمایاں رہ گیا ہے۔ یہ پہلو صحابہ کرامؓ کے ان سوالات پر مشتمل ہے جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے یا بعد ازاں آپس میں، کسی آیت یا حکم کے بارے میں اٹھائے۔ یہ استفسارات محض معلومات حاصل کرنے کے لیے نہیں تھے بلکہ یہ فقہی ارتقا کے وہ محرکات اور ترغیبی عوامل و عناصر تھے جنہوں نے نصوص کو مزید تفصیل، تحدید یا توسیع عطا کی۔ فقہ کی تاریخ میں اگر نصوص کو بنیاد سمجھا جائے تو صحابہ کرامؓ کے استفسارات کو وہ پُل تصور کیا جا سکتا ہے جس نے نصوص کو واقعات سے ملا کر ایک متحرک قانونی نظام تشکیل دیا۔ اس موضوع کی اہمیت ہمہ جہتی ہے۔ یہ استفسارات ان اصولوں کی تشکیل کا ذریعہ بنے جو بعد میں علم

اصول فقہ میں استفہام شرعی کے عنوان سے معروف ہوئے۔ ان سوالات نے فقہ کو محض حفظ نصوص سے نکال کر قیاس، استحسان اور مصلحت جیسی فقہی اصطلاحات عطا کیں۔ ان سوالات کے ذریعے سمجھا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کا فہم دین کس طرح مراحل میں ارتقا پذیر ہوا۔ پس منظر میں یہ حقیقت کارفرما ہے کہ قرآن و سنت میں بہت سے احکام مجمل ہیں، جن کی تفسیر اور تفصیل کے لیے صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم ﷺ سے رجوع کیا۔ مثلاً جب آیت (وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا)۔[1] نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے استفسار کیا کہ بیع اور ربا میں فرق کی حدود کیا ہیں؟ یہ استفسار بعد میں فقہی قاعدہ (الغرم بالغنم) اور (الخراج بالضمان)[2] کی بنیاد بنا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے فقہی استفسارات نے نہ صرف انفرادی مسائل حل کیے بلکہ اجتماعی مسائل کے حل کے لیے مضبوط بنیادیں بھی فراہم کیں۔ اس تحقیق کا مرکزی سوال یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے تفسیری استفسارات نے فقہ کے ارتقا میں کس طرح کردار ادا کیا۔

2۔ تفسیری استفسار کا تصور اور فقہی ارتقا میں اس کا مقام

صحابہ کرامؓ کے پس منظر میں تفسیری استفسار سے مراد وہ سوال ہے جو صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں یا بعد ازاں آپس میں، کسی قرآنی آیت کے معنی، حکم، منطوق، مفہوم، تعلیل یا کسی حدیث کے مدلول کے بارے میں اٹھایا ہو۔ یہ استفسارات محض علمی تجسس یا معلومات میں اضافے کے لیے نہیں تھے، بلکہ ان کا تعلق براہ راست عملی زندگی کے کسی مسئلے کے حل سے ہوتا تھا۔ فقہی ارتقا میں ان استفسارات کا مقام انتہائی کلیدی ہے کیونکہ یہ مختلف سطحوں پر کام کرتے ہیں۔ یہ 'نص' اور 'واقعہ' کے درمیان ثالث کا کردار ادا کرتے ہیں۔ نص عام ہوتی ہے، واقعہ خاص۔ استفسار وہ پُل ہے جو اس عام کو خاص سے ملاتا ہے۔ مثال کے طور پر جب آیت (وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا)۔[3] نازل ہوئی تو ایک صحابی نے استفسار کیا: یارسول اللہ ﷺ، کیا بیع سلم یعنی پیشگی خریداری بھی بیع ہے یا ربا؟ نبی اکرم ﷺ نے اجازت دی اور یوں ایک نئی قسم کی بیع قانونی شکل اختیار کر گئی۔[4] اس ایک استفسار نے بعد میں پورے 'بیع الاستصناع' اور 'بیع السلم' کے ابواب قائم کر دیے۔ یہ استفسارات فقہی اصطلاحات جیسے اجتہاد، ترجیح، تخصیص، استثناء اور نسخ کی عملی تربیت گاہ تھے۔ جب صحابی پوچھتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد والی آیت کا کیا حکم ہے؟ کیا پہلی منسوخ ہو گئی؟ تو وہ دراصل 'ناسخ و منسوخ' کا نظریہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔ جب ایک صحابیؓ نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی سوال کیا، تو وہ خود بھی اس کے جواب پر غور کرتا اور کبھی کبھی اپنی رائے بھی پیش کرتا۔ حضرت ابن عباسؓ کا استفسار کہ کیا حائضہ عورت مسجد میں داخل ہو سکتی ہے؟[5] اور پھر ان کا اپنا استنباط کہ وہ نہیں رک سکتی کیونکہ مسجد پاک جگہ ہے نے ثابت کیا کہ صحابی محض سائل نہیں بلکہ ایک مجتہد بھی ہے۔ اسی مشق نے بعد میں امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ جیسے مجتہدین پیدا کیے۔

ان استفسارات نے فقہ کو ایک متحرک نظام بنایا۔ مثال کے طور پر جب حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! اگر کوئی شخص اپنے غلام کو آزاد کر دے مگر پھر اس سے واپس غلامی کا مطالبہ کرے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آزادی کے بعد واپسی نہیں، وہ آزاد ہے۔[6] یہاں سے فقہی

---

[1] البقرہ2:275۔

[2] ڈاکٹر وھبہ الزحیلی، **الفقہ الاسلامی وادلتہ** (بیروت، دار لفکر، 2001ء)، ج:5، ص:189-191؛ احمد بن محمد زرقا، **شرح القواعد الفقہیۃ** (دمشق: دار القلم، 1989ء)، ص:433-451۔

[3] البقرۃ2:275

[4] مسلم، مسلم بن حجاج، **الصحیح المسلم**، کتاب المساقاۃ، باب السلم (کراچی: مکتبہ البشریٰ، 2017ء)، ج:1، ص:455، حدیث:1604۔

[5] عبداللہ بن عبدالرحمن، **سنن دارمی**، کتاب الطہارۃ، باب دخول الحائض المسجد (کراچی: مکتبہ البشریٰ، 2017ء)، ص:341، حدیث:1199۔

[6] مسلم، **الصحیح المسلم**، کتاب العتق، باب انما الولاء لمن اعتق، ج:2، ص:109، حدیث:3777۔

قاعدہ(العتق لا رجوع فیہ)[7] نکلا۔ اسی طرح استفسارات نے فقہ میں 'رخصت' اور 'عزیمت' کا تصور بھی دیا۔ جب صحابی نے پوچھا کہ سفر میں روزہ رکھنا بہتر ہے یا نہ رکھنا؟ تو نبی کریم ﷺ نے قرآنی ہدایات کے مطابق روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت دی،[8] اور یوں 'تخییر' کا باب کھلا۔ فقہی ارتقا کی تاریخ میں یہ استفسارات ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتے ہیں کہ انہوں نے فقہ کو محض حفظ نصوص سے نکال کر استنباط، قیاس، استحسان اور مصلحت کی راہ پر ڈال دیا۔ آج بھی جب کوئی فقیہ کسی نئے مسئلے کا حل ڈھونڈ تا ہے، تو وہ دراصل اسی صحابی کے نقش قدم پر چل رہا ہوتا ہے جس نے پہلی بار نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا تھا کہ کسی خاص مسئلے کا کیا حکم ہے؟ یہی وہ مقام ہے جس نے فقہ اسلامی کو ایک زندہ اور متحرک قانونی نظام بنایا، جو چودہ سو سال بعد بھی مسلمانوں کی راہ نمائی کر رہا ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ کرامؓ کے تفسیری استفسارات فقہ کے میدان میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ سوالات وہ بنیادی پتھر ہیں جن پر پوری عمارت کھڑی ہے۔

3۔ عبادات سے متعلق تفسیری استفسارات

عبادات وہ شعبہ ہے جہاں صحابہ کرامؓ کے تفسیری استفسارات نے نہ صرف اعمال کی صورتیں متعین کیں بلکہ فقہی قواعد کی صورت میں نظری بنیادیں بھی ڈالیں۔ مثال کے طور پر جب آیت (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ)[9] نازل ہوئی تو ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے علاقے میں پانی کم ہے، کیا ہم تیمم کر سکتے ہیں؟ اس استفسار کے جواب میں پانی کی عدم دستیابی پر تیمم کی رخصت مزید واضح ہوئی اور بعد میں فقہائے کرامؒ نے اس سے (المشقة تجلب التيسير) کا قاعدہ اخذ کیا۔ نماز کے اوقات کے بارے میں حضرت جبرائیلؑ کے آکر دو مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو نماز پڑھانے کا واقعہ بھی دراصل صحابہ کرامؓ کے ایک استفسار کا نتیجہ تھا۔ اس سے فقہی اصول (وقت الاختيار و وقت الضرورة)[10] وجود میں آیا۔ یہاں تک کہ فقہ حنفی میں (آخر وقت عصر تک تاخیر مکروہ تحریمی ہے)[11] کا حکم اسی استفسار کی شرح ہے۔ زکوٰۃ میں سب سے زیادہ اثر انگیز استفسار حضرت معاذ بن جبلؓ کا ہے جب نبی اکرم ﷺ نے انہیں یمن بھیجا تو انہوں نے پوچھا: اگر وہ زکوٰۃ سے انکار کریں تو کیا کروں؟ جواب ملا: ان سے لے اور اعلیٰ مال سے نہ لے اور بدترین مال نہ لے، بلکہ درمیانے درجے کا مال لے۔[12] یہی استفسار بعد میں زکوٰۃ کی تشخیص، تعدیل قیمت اور (العدل في الواجب)[13] کے قاعدے کی بنیاد بنا۔

روزہ کے بارے میں ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے استفسار کیا کہ اس کی والدہ نے روزے کی قضاء کی نیت کی تھی مگر انتقال کر گئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا اگر تمہاری والدہ کا قرض ہوتا تو تم ادا کرتیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ کا قرض اس سے بھی زیادہ مستحق ہے کہ ادا کیا جائے۔[14] اس استفسار نے فقہی قاعدہ (دين الله اولى بالقضاء)[15] کی تشکیل کی اور اسی سے قضاء صوم و صلاۃ کے باب میں 'توارث واجبات' کا نظریہ حاصل ہوا۔ حج کے بارے میں جب آیت (وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا)[16] نازل ہوئی تو ایک صحابی

---

[7] علی بن ابی بکر، **الھدایۃ، کتاب العتق** (کراچی: مکتبہ البشریٰ، 2016ء)، ج:3، ص:118۔

[8] ترمذی، محمد بن عیسی، السنن الترمذی، کتاب الصیام عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی کراھیۃ الصوم فی السفر (کراچی: مکتبہ البشریٰ، 2015ء)، ج:2، ص:210، حدیث:710۔

[9] المائدہ 6:5۔

[10] عبداللہ بن احمد نسفی، **کنز الدقائق، کتاب الصلوۃ** (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2010ء)، ص:35-96۔

[11] محمد بن عبد الواحد، **فتح القدیر، کتاب الصلوٰۃ، باب المواقیت** (بیروت: دار الفکر، 1991ء)، ج:1، ص:220-234۔

[12] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب بعث أبي موسى ومعاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع، ج:2، ص:23، حدیث:4347۔

[13] محمد بن عبد الواحد، **فتح القدیر، کتاب الزکوٰۃ**، ج:1، ص:330-350۔

[14] احمد بن شعیب، **سنن نسائی**، کتاب البیوع، باب الکفالۃ بالدین ج:2، ص:341، حدیث:4696۔

[15] ڈاکٹر وھبہ الزحیلی، **الفقہ الاسلامی وادلتہ**، ج:5، ص:213-278۔

[16] آل عمران 97:3۔

حضرت اقرع بن حابسؓ نے استفسار کیا: کیا ہر سال حج فرض ہے؟ نبی اکرم ﷺ خاموش رہے، انہوں نے تین بار پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کہہ دوں تو ہر سال واجب ہو جائے گا اور تم طاقت نہ رکھو گے۔ [17] یہ استفسار فقہ میں 'تکرار فرض کی نفی' اور 'اصل میں عدم وجوب حتیٰ یدل دلیل' کے اصول کی بنیاد بنا۔ نیز یہاں سے فقہائے کرامؒ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ 'تکرار سوال سے حکم تشدید میں بدل سکتا ہے' جسے 'مراعات الخلاف' کہا جاتا ہے۔ غرض عبادات میں صحابہ کرامؓ کے استفسارات نے نصوص کو عملی صورتوں میں ڈھالنے، رخصتوں کی حدود متعین کرنے اور فرائض کی نوعیت میں فرق قائم کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

4۔ معاملات اور بیع سے متعلق تفسیری استفسارات

بیع، اجارہ، شرکت اور دیگر امور سے متعلق معاملات میں صحابہ کرامؓ کے تفسیری استفسارات نے اسلامی معاشیات کی بنیاد رکھی۔ جب آیت (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ) [18] نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے استفسار کیا کہ کیا (تجارت عن تراض) کی کوئی حد ہے؟ مثلاً ایک شخص مہنگے داموں فروخت کرے جبکہ مارکیٹ میں سستا موجود ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دھوکہ حرام ہے، [19] اور یوں 'بیع الغرر' کا تصور وجود میں آیا۔ پیشگی خریداری یعنی بیع سلم کے بارے میں ایک صحابی نے استفسار کیا کہ ہم کھجور کے باغ میں پھل آنے سے پہلے خریدنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا مگر پھر اجازت دی بشرطیکہ وزن اور مدت مقرر ہو۔ [20] یہ استفسار فقہ میں 'بیع السلم' کی بنیاد بنا اور بعد میں 'قبض شرطی' اور 'تسلیم رأس المال' کے مسائل حل ہوئے۔

بیع غرر یعنی غیر یقینی بیع پر جب استفسار ہوا: کیا ہم مچھلی کو پانی میں ہی خرید سکتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا۔ [21] اس ایک استفسار نے فقہی اصول '(لبیوع المحرمة للجهالة) [22] کو تشکیل دیا، جس کی وجہ سے امام شافعیؒ نے 'بیع المعدوم' کو باطل قرار دیا جبکہ امام ابو حنیفہؒ نے بعض صورتوں میں جائز کہا۔ [23] یہ اختلاف اسی استفسار کی مختلف تفہیم سے پیدا ہوا۔ غرض معاملات کے باب میں صحابہ کرامؓ کے استفسارات نے نہ صرف حرام اور حلال کی فہرست بنائی بلکہ معاشی لین دین میں شفافیت، عدل اور عدم استحصال کے کلی اصول بھی قائم کیے، جو بعد میں پوری اسلامی معاشیات کے بنیادی اصول قرار پائے۔

5۔ نکاح، طلاق اور میراث میں تفسیری استفسارات

خاندانی قوانین میں صحابہ کرامؓ کے تفسیری استفسارات نے عورت، مرد، بچوں اور رشتہ داروں کے حقوق کو اتنی جامعیت سے واضح کیا کہ بعد کی تہذیبیں بھی اس سے استفادہ کرتی رہیں۔ ایک اہم استفسار حضرت جابر بن عبد اللہؓ کا ہے کہ ان کی بیوی نے کہا: آپ نے مجھے ایک طلاق دی ہے، کیا آپ دوبارہ رجوع کر سکتے ہیں؟ حضرت جابرؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے رجوع کی اجازت دی مگر فرمایا: طلاق عدت میں ایک بار ہے، دوبار نہیں، ورنہ وہ تم پر حرام ہو جائے گی۔ [24] اس استفسار نے طلاق رجعی اور طلاق بائن کے درمیان بنیادی فرق قائم کیا، جسے بعد میں تمام

---

[17] ابو داؤد، سلمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب فرض الحج (کراچی: مکتبہ البشریٰ، 2014ء)، ج:1، ص:185، حدیث:1721۔

[18] النساء 4:29۔

[19] سعید بن منصور بن شعبہ، کتاب السنن، کتاب التفسیر (بیروت: دار الفکر، 1990ء) حدیث:622۔

[20] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب السلم، باب السلم فی النخل، ج:1، ص:381، حدیث:2249۔

[21] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب النهي عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر، ج:1، ص:167، حدیث:2194۔

[22] عبد اللہ بن احمد نسفی، کنز الدقائق، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ص:166۔

[23] نفس المرجع، ص:168-173۔

[24] سنن نسائی، کتاب الطلاق، باب ما يفعل إذا طلق تطليقة، ج:2، ص:110، حدیث:3426۔

فقہی مکاتب نے اختیار کیا۔ ظہار کا واقعہ خود ایک صحابیہ خولہ بنت ثعلبہ کا استفسار ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے شوہر نے مجھ سے 'انتِ علی کظھر امی' کہا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم پر حرام ہو گئی لیکن خولہ بار گاہِ الٰہی میں گڑ گڑائیں اور آیات نازل ہوئیں (قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا)۔[25] یہاں استفسار نے نہ صرف ظہار کا کفارہ جو کہ ایک غلام آزاد کرنا یا دو مہینے روزے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، متعین کیا بلکہ یہ ثابت کیا کہ عورت بھی اپنے حقوق کے لیے شرعی استفسار کر سکتی ہے۔ یہ واقعہ فقہ میں (مواقع النزول كمواقع الحكم)[26] کی بہترین مثال ہے۔

میراث کے بارے میں سب سے زیادہ اثر انگیز استفسار حضرت ابن عباسؓ کا ہے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: اگر میت کے والدین زندہ ہوں اور اولاد بھی، تو کیسے تقسیم ہو؟ جواب میں آیت میراث کی تشریح ہوئی،[27] اور 'عول' اور 'تعصیب' کے اصول واضح ہوئے۔ بعد میں حضرت عمر فاروقؓ نے 'عول' کے مسئلے پر صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ (الذين آمنوا) کی آیت پر غور کرو، وہاں سے 'اصحاب الفروض' کی ترجیح نکلی۔ عدت کے بارے میں ایک صحابیہ نے استفسار کیا کہ میرے شوہر کا انتقال ہو گیا اور میں حاملہ ہوں، کیا میں عدت کے دوران شادی کر سکتی ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا اور بتایا کہ وضع حمل تک عدت ہے۔[28] اس استفسار نے (عدت متوفىٰ عنها حاملہ) کے باب میں فقہی قاعدہ (أقصى الاجلين) کو متعین کیا۔

نکاح کے ولی کے بارے میں حضرت عائشہؓ کا استفسار مشہور ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا: کیا پہلے سے شادی شدہ عورت کو ولی کی اجازت کے بغیر شادی کرنے کا حق ہے؟ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کیا: (لا نكاح إلا بولی)[29] یعنی کوئی نکاح ولی کے بغیر نہیں اور یوں فقہی اصول (الولايه فی النكاح) قائم ہوا۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ بالغ عاقل عورت خود بھی نکاح کر سکتی ہے،[30] جبکہ باقی ائمہ نے ولی کو شرط قرار دیا۔ یہ اختلاف اسی ایک استفسار کی مختلف تعبیر سے پیدا ہوا۔ اس طرح احوال شخصیہ کے استفسارات نے اسلامی قانون خاندان کی وہ مضبوط عمارت تعمیر کی جو آج بھی مسلمانوں کے سماجی نظام کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔

6۔ حدود اور تعزیرات سے متعلق تفسیری استفسارات

حدود و تعزیرات میں صحابہ کرامؓ کے تفسیری استفسارات نے نہ صرف جرائم کی تعریفیں متعین کیں بلکہ 'شبہات' اور 'درء' کے کلی اصول بھی قائم کیے۔ سب سے پہلے سرقہ یعنی چوری سے متعلق آیت (وَاسْرِقُوا وَالسَّارِقَ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا)[31] پر صحابہ کرام ؓ نے استفسار کیا: کیا ہر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ چاہے اس نے ایک روپیہ ہی چرایا ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں، جب تک مال کی قیمت ایک ڈھال یعنی تقریباً دس درھم چاندی کے بقدر ہو اور وہ مال محفوظ مقام سے چوری ہو، تو تب قطع ہو گا۔[32] یہاں 'نصاب سرقہ' اور 'حرز' کا پورا فقہی نظریہ وجود میں آیا۔ زنا کی حد کے بارے میں حضرت عمر فاروقؓ کا استفسار تاریخی ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! رجم کی آیت تو نازل ہوئی لیکن قرآن مجید میں لکھی

---

[25] المجادلہ 1:58۔

[26] محمد بن ادریس، **الرسالۃ** (بیروت: دار الفکر، 1987ء)، ص: 781-788۔

[27] النساء 4:11-12۔

[28] ڈاکٹر وھبہ الزحیلی، **الفقہ الاسلامی وادلتہ**، ج: 6، ص: 167-171۔

[29] سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب لا نكاح إلا بولی، حدیث: 1881۔

[30] ڈاکٹر وھبہ الزحیلی، **الفقہ الاسلامی وادلتہ** ج: 7، ص: 219-223۔

[31] المائدہ 34:5

[32] ترمذی، **سنن ترمذی**، کتاب الحدود عن رسول اللهﷺ ، باب ما جاء في كم تقطع يد السارق، ج: 1، حدیث: 1445۔

نہیں، کیا ہم اسے کتاب میں ثبت کریں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں، کیونکہ وہ منسوخ التلاوہ ہے مگر باقی الحکم ہے۔[33] اس سے فقہ میں (نسخ الحکم دون التلاوۃ) کا نظریہ قائم ہوا، جس کی وجہ سے امام مالکؒ نے رجم کو ثابت کیا جبکہ خوارج اور بعض معتزلہ نے انکار کیا۔[34]

قذف یعنی تہمت زنا کے بارے میں صحابی ہلال بن امیہؓ نے استفسار کیا تو نبی اکرم ﷺ نے 'لعان' کا طریقہ بتایا[35] اور یوں فقہی اصول (الیمین مع الشاہد) اور (اللعان یسقط الحد) قائم ہوئے۔ بعد میں امام ابو حنیفہؒ نے قذف کے باب میں یہ قاعدہ وضع کیا کہ حد قذف ساقط ہو جاتا ہے اگر مقذوف فاسق ہو۔[36] شراب یعنی خمر کے بارے میں جب آیت (إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ)[37] نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے استفسار کیا: کیا تھوڑی مقدار بھی حرام ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس چیز کی کثیر مقدار نشہ کرے اُس کی قلیل مقدار بھی حرم ہے۔[38] یہاں سے (ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام) کا اصول نکلا۔ امام شافعیؒ نے اسی سے استدلال کیا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے، خواہ وہ گندم، جو، انگور یا کھجور سے بنی ہو۔[39]

تعزیرات میں ایک اہم استفسار حضرت علیؓ کا ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: اگر کوئی شخص حدود سے کم جرم کرے، مثلاً مار پیٹ یا توہین، تو سزا کیا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حاکم اپنی رائے سے سزا دے گا، لیکن چالیس کوڑوں سے تجاوز نہ کرے سوائے قتل یا زنا کے۔[40] یہ تعزیر کی بلند ترین حد کے بارے میں فقہی اصول بنا۔ قصاص یعنی خون بہا کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا استفسار ہے کہ انہوں نے پوچھا: کیا عورت کے قتل پر مرد کے قتل کا قصاص ہو گا؟ جواب ملا: (نعم، النفس بالنفس)[41] اور یہاں سے قصاص فی القتل مطلقاً ' کا اصول قائم ہوا، خواہ قاتل مرد ہو یا عورت، مقتول مرد ہو یا عورت۔[42] غرض حدود و تعزیرات میں استفسارات نے مجرم کے حقوق، گواہوں کے معیار، شبہات میں حد ساقط کرنے اور تعزیر کی لچک کو قانونی شکل دی۔

7۔ نزول آیات کے اسباب سے متعلق تطبیقی استفسارات

تطبیقی استفسارات وہ ہیں جو کسی خاص واقعے کے پیش نظر کسی آیت یا حکم کے بارے میں کیے گئے اور ان کے جوابات فقہ کے وہ اصول بن گئے جو بعد میں بغیر کسی واقعے کے بھی عام حالات پر لاگو کیے جا سکتے تھے۔ ان میں سبب نزول کے استفسارات سب سے اہم ہیں۔ مثلاً حضرت ابو لبابہؓ کا استفسار کہ جب بنو قریظہ کے معاملے میں آیت نازل ہوئی (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ)[43] تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: کیا خیانت کبیرہ گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، حتیٰ کہ ایک درخت کی چھڑی چرانا بھی خیانت ہے۔[44] یہاں سے امانت کے قرآنی تصور کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت محلم بن جثامہؓ کا استفسار کہ انہوں نے ایک شخص کو قتل کیا اور مقتول کے وارثوں نے معافی دے دی، لیکن

---

[33] بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الاکراہ، باب إذا استکرهت المرأة علی الزنا، فلا حد علیها، ج:2، حدیث:6949۔

[34] محمد بن موسیٰ الحازمی، الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار (بیروت: دار الفکر، 2010ء)، ص:110-115۔

[35] النور 24:6-9۔

[36] عبد اللہ بن احمد نسفی، **کنز الدقائق**، کتاب الحدود، باب حد القذف، ص:219۔

[37] المائدہ 5:90۔

[38] ترمذی، **سنن ترمذی**، **کتاب الاشربہ**، ج:2، حدیث:2189۔

[39] شافعی، **الرسالہ**، ص:179۔

[40] فتح القدیر، **کتاب الحدود**، باب حد القذف، فصل في التعزیر، ج:5، ص:345۔

[41] المائدہ 5:45۔

[42] الجصاص، **الاحکام القرآن**، ج:3، ص:114-116۔

[43] الانفال 8:27۔

[44] مسلم، **الصحیح المسلم**، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم الغلول وانه لا یدخل الجنة إلا المؤمنون، ج:1، حدیث:310۔

نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے خون بہا ادا کیا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو قاتل کو اس وقت تک نہ چھوڑو جب تک وہ خون بہا نہ دے۔[45] اس ایک استفسار نے فقہی اصول (الصلح علی مال دون القصاص جائز)[46] اور 'القسامہ' کے باب کو کھولا۔
حضرت عدی بن حاتمؓ کا استفسار مشہور ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: ہم شکاری کتے بھیجتے ہیں اور کتا شکار کو کھا جاتا ہے، کیا وہ جائز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کتا شکار کو کھالے تو مت کھاؤ، کیونکہ اس نے اپنے لیے پکڑا، تمہارے لیے نہیں۔[47] اس سے فقہی قاعدہ 'ما امسک علیہ الکلب لنفسہ لا یاکل' قائم ہوا اور ذبیحہ کے باب میں (التذکیۃ) کی شرائط واضح ہوئیں۔ ہجرت کے بارے میں ایک صحابی کا استفسار کہ ہم نے ہجرت کی لیکن اب ہمارے رشتہ دار مکہ میں ہیں، کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہجرت اس وقت تک ہے جب تک جہاد ہے اور جہاد قیامت تک ہے۔[48] اس سے فقہی اُصول (لا ہجرۃ بعد الفتح ولکن جہاد و نیۃ) قائم ہوا اور امام شافعیؒ نے 'دار الاسلام و دار الکفر' کے تصور میں اس سے استفادہ کیا۔[49] تطبیقی استفسارات کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن مجید کی آیات محض نظری معلومات نہ رہیں بلکہ عملاً واقعات پر اترتی گئیں اور ہر واقعہ ایک قانونی نظیر بن گیا۔

8۔ عہد صحابہ میں باہمی استفسارات

نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ نے آپس میں ایک ایسا فقہی منہج قائم کیا جہاں ایک صحابی دوسرے صحابی سے قرآن مجید اور سنت نبویہ کے بارے میں استفسار کرتا تھا اور یہ باہمی استفسارات بعد میں پوری فقہی روایت کی بنیاد بنے۔ حضرت عمر فاروقؓ کا حضرت ابی بن کعبؓ سے استفسار کہ الکلالہ کیا ہے؟ اور حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا: وہ شخص جس کے ماں باپ نہ ہوں اور نہ اولاد ہو، اس کا مال بہن بھائیوں میں تقسیم ہو گا ۔[50] یہ باہمی استفسار بعد میں فقہی مسلک (المیراث الکلالہ) کی بنیاد بنا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے استفسار مشہور ہے کہ انہوں نے پوچھا: کیا تم نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سفر میں نماز جمعہ پڑھتے تھے؟ ابن عمرؓ نے کہا: نہیں۔[51] اس سے فقہی اصول (لا جمعہ فی السفر)[52] قائم ہوا اور امام ابو حنیفہؒ نے اس اصول کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔
حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے استفسار: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، پھر رجوع کیا اس سے پہلے کہ عدت ختم ہو، کیا دوبارہ نکاح ضروری ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا: نہیں، رجوع سے نکاح بحال ہو جاتا ہے بغیر نئے نکاح کے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ)۔[53] یہ 'رجعت کا فقہی اصول بن گیا۔ حضرت ابن عباسؓ کا حضرت زید بن ثابتؓ سے استفسار کہ کیا دادی کو میراث ملتی ہے؟ حضرت زیدؓ نے کہا: نہیں۔[54] حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ)۔[55] یعنی دادی اولو الارحام

---

[45] ابو داؤد، **سنن ابی داؤد**، کتاب الدیات، باب فی ترک القود بالقسامة، ج:2، حدیث:452۔

[46] ابو بکر بن مسعود الکاسانی، **بدائع الصنائع فی ترتیب لاشرائع**، کتاب الحدود، فصل فی شرائط جواز إقامة الحدود (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1988ء)، ج:7، ص:57۔

[47] ترمذی، سنن ترمذی، کتاب الصید والذبائح عن رسول اللہ ﷺ، ج:1، حدیث:1471۔

[48] ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الهجرة هل انقطعت، ج:2، حدیث:2480۔

[49] مولانا خلیل احمد سہانپوری، بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد، ج:5، ص:176-177۔

[50] تھانوی، اشرف علی، **بیان القرآن**، ج:1، ص:435؛ محمد بن محمد بن عبد الرشید، السراجی، باب العصبات (کراچی: مکتبہ البشریٰ 2017ء)، ص:36۔

[51] مسلم، **الصحیح المسلم**، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، ج:1، حدیث:1572۔

[52] فتح القدیر، کتاب الصلوٰة، باب صلوٰة القصر، ج:2، ص:341-358۔

[53] البقرة 2:228۔

[54] محمد بن محمد بن عبد الرشید، السراجی، باب ذو الارحام، ص:32-33۔

[55] الانفال 8:75۔

میں شامل ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کا اپنے ایک مشاورتی اجلاس میں صحابہ کرامؓ سے استفسار کرنا کہ کیا سزائے چوری میں انگلیاں بھی کاٹی جائیں؟ حضرت علیؓ نے کہا: نہیں، صرف ہاتھ کی ہتھیلی سے کلائی تک، کیونکہ آیت میں 'ایدیھما' جمع ہے مگر مشہور قول یہ ہے کہ دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا۔[56] یہاں سے فقہی اصول (تفسیر الید فی السرقۃ) قائم ہوا۔ عہد صحابہ کا باہمی استفسار ایک منظم فقہی طریقہ کار تھا جس نے اصول فقہ کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا۔

9۔ فقہی مکاتب پر صحابہ کے استفسارات کے اثرات

صحابہ کرامؓ کے تفسیری استفسارات نے بعد میں آنے والے فقہی مکاتب کو مختلف زاویوں سے متاثر کیا اور ہر امام نے ان استفسارات سے اپنے اپنے اصولوں کے مطابق استفادہ کیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے صحابہ کرامؓ کے ان استفسارات کو ترجیح دی جن میں 'رائے' اور 'قیاس' کی گنجائش تھی۔ امام مالکؒ نے مدینہ منورہ کے صحابہ کرامؓ کے استفسارات کو 'عمل اہل مدینہ' کی حیثیت سے پیش کیا۔ خصوصاً حضرت عائشہؓ کے استفسارات کا انہوں نے بہت احترام کیا۔ حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ استفسار کیا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد 'بسم اللہ' نہیں پڑھی۔[57] امام مالکؒ نے اس سے (ترک الجہر بالبسملہ) کو اپنایا۔ اسی طرح حضرت زید بن ثابتؓ کا استفسار کہ (المراۃ ترث من دیۃ زوجہا) پر امام مالکؒ نے (میراث دیہ) کا باب قائم کیا۔[58]

امام شافعیؒ نے صحابہ کرامؓ کے استفسارات کو 'نص' اور 'اجماع' کے درمیان ایک ذریعہ کے طور پر پیش کیا۔ انہوں نے حضرت علیؓ کے استفسار کو بڑی اہمیت دی ہے۔ امام شافعیؒ نے اسی سے 'تقدیم السنۃ علی الرائے' کا اصول نکالا اور 'الرسالہ' میں اسے تفصیل سے بیان کیا۔[59] امام احمد بن حنبلؒ نے صحابہ کرامؓ کے ان استفسارات کو 'فقہ الحدیث' کا حصہ سمجھا اور زیادہ تر وہی روایات لیں جن میں صحابی نے نبی اکرم ﷺ سے استفسار کیا ہو اور آپ ﷺ نے جواب دیا ہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا استفسار کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: کیا وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں۔[60] ضعیف روایت کے باوجود امام احمدؒ نے اسے بطور استحباب لیا۔

کچھ مخصوص استفسارات نے تمام مکاتب کو یکساں طور پر متاثر کیا۔ بعض جگہوں پر صحابہ کرامؓ کے استفسارات سے فقہی اختلافات بھی پیدا ہوئے۔ مثلاً حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ نے نبی اکرم ﷺ سے استفسار کیا: کیا ہم سفر میں نفل پڑھ سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں لیکن ایک اور روایت میں 'سفر میں نفل نہ پڑھو' آیا۔[61] امام ابو حنیفہؒ نے پہلی کو اختیار کیا، امام مالکؒ نے دوسری کو۔[62] اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ فقہی مکاتب نے صحابہ کرامؓ کے استفسارات کو صرف روایت نہیں کیا بلکہ ہر مکتب نے اپنے اصول کے مطابق ان سے استنباط کیا اور یوں یہ استفسارات چاروں فقہی مکاتب کے درمیان ایک مشترکہ ورثہ بن گئے۔

---

[56] طبری، محمد بن جریر، **جامع القرآن عن تاویل القرآن** (مصر: دار المعارف، 1991ء)، ج:4، ص:198-199۔

[57] ابو داؤد، سنن ابی داؤد، أبواب تفريع استفتاح الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب، ج:1، حدیث:822۔

[58] ترمذی، سنن ترمذی، كتاب الفرائض عن رسول اللهﷺ، باب ما جاء في ميراث المرأة من دية زوجها، ج:2، حدیث:2110۔

[59] شافعی، **الرسالۃ**، ص:538-542۔

[60] محمد بن عبد الخطیب التبریزی، **المشکاۃ المصابیح**، كتاب الطهارة، باب التسمية قبل الوضوء، ج:1، حدیث:402۔

[61] ترمذی، **سنن ترمذی**، ابواب السفر، باب ما جاء في التطوع في السفر، ج:1، ص:552۔

[62] ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب لاشرائع، کتاب الصلوۃ، باب صلوٰۃ التطوع، ج:2، ص:128-131۔

10۔ خلاصہ بحث

صحابہ کرامؓ کے تفسیری استفسارات نے فقہ اسلامی کے ارتقا میں محض ایک معاون یا پس منظر کا کردار ادا نہیں کیا، بلکہ وہ اس ارتقا کے لیے ایک بنیادی محرک اور مؤثر ذریعہ تھے۔ استفسارات کی نوعیت کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ہر سوال کا جواب کسی نہ کسی فقہی اصول، قاعدے، تحدید، توسیع یا تخصیص کی صورت میں دیا گیا اور یہی اصول بعد میں مکمل قانونی نظام کی شکل اختیار کر گئے۔ تحقیق کے پہلے حصے میں تفسیری استفسار کا تصور واضح کیا گیا اور اس امر کی وضاحت ہوئی کہ یہ محض معلوماتی عمل نہیں تھا بلکہ اجتہاد کی ابتدائی مشق تھی۔ عبادات کے باب میں یہ استفسارات نماز، روزہ، زکٰوۃ اور حج کے اوقات، مقدار اور شرائط کو متعین کرنے میں معاون ثابت ہوئے۔ معاملات میں ان سوالات نے بیع، سود، اجارہ اور قمار کے حدود متعین کیے اور اسلامی معاشیات کی بنیاد رکھی۔ احوال شخصیہ میں طلاق، ظہار، میراث اور عدت جیسے نازک مسائل کو انہی استفسارات نے سلیقہ بخشا۔ حدود و تعزیرات میں انہوں نے جرائم کی تعریف، سزاؤں کی مقدار اور شبہات میں حد ساقط کرنے کے اصول قائم کیے۔ تطبیقی استفسارات نے نزول آیات کے اسباب کو فقہی نظیروں میں تبدیل کیا، جبکہ عہد صحابہ میں باہمی استفسارات نے ایک منظم فقہی منہج تشکیل دیا جو بعد میں اصول الفقہ کی صورت میں سامنے آیا۔ آخر میں واضح ہوا کہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی اور دیگر فقہی مکاتب نے انہی استفسارات سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے اپنے اصول بنائے اور کبھی اختلاف کیا تو کبھی اتفاق۔ الغرض صحابہ کرامؓ کے تفسیری استفسارات کے بغیر فقہ اسلامی کی استواری، جامعیت اور لچک کی تفہیم نہایت مشکل ہے۔ ان استفسارات نے دین کو ایک زندہ، متحرک اور مسائل کے مطابق ڈھلنے والی قانونی حیثیت عطا کی۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ کی تاریخ میں ان استفسارات کو وہ مقام حاصل ہے جو کسی بھی علمی روایت میں سوال و جواب کو حاصل ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں جب مسلمانوں کو نئے مسائل کا سامنا ہے تو صحابہ کرامؓ کے اس استفساری اسلوب کو اپنانا وقت کی اہم ضرورت ہے، کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جو کتاب و سنت کو عصری مسائل سے ہم آہنگ کر سکتا ہے۔